* [ہوم](https://rekhta.org/?lang=ur)
* [شاعر](https://rekhta.org/poets?lang=ur)
* [رجب علی بیگ سرور](https://rekhta.org/poets/rajab-ali-beg-suroor?lang=ur)

[](https://rekhta.org/poets/rajab-ali-beg-suroor/?lang=ur)

**رجب علی بیگ سرور**

* 1785-1869
* لکھنؤ

انیسویں صدی کے ممتاز فکشن نگار، اپنی افسانوی تخلیق ’فسانۂ عجائب‘ کے لئے مشہور

# ترک جس دن سے کیا ہم نے شکیبائی کا

ترک جس دن سے کیا ہم نے شکیبائی کا

جا بجا شہر میں چرچا ہوا رسوائی کا

غیر داغ دل صد چاک نہ مونس نہ رفیق

زور عالم پہ ہے عالم مری تنہائی کا

پہروں ہی اپنے تئیں آپ ہوں بھولا رہتا

دھیان آتا ہے جب اپنے مجھے ہرجائی کا

زلزلہ گور میں مجنوں کی پڑا رہتا ہے

اپنا یہ شور ہے اب بادیہ پیمائی کا

جلوہ اس کا ہے ہر اک گھر میں بسان خورشید

فرق ہے اپنی فقط آہ یہ بینائی کا

کلمۂ حق بھی دم نزع نہ نکلا منہ سے

شیخ کو دھیان تھا ایسا بت ترسائی کا

کشش نالہ اسے کہتے ہیں اب وہ جو سرورؔ

محو نظارہ ہوا اپنے تماشائی کا

# کیا غضب ہے کہ چار آنکھوں میں

کیا غضب ہے کہ چار آنکھوں میں

دل چراتا ہے یار آنکھوں میں

چشم کیفی کے سرخ ڈوروں سے

چھا رہی ہے بہار آنکھوں میں

گر پڑا طفل اشک یہ مچلا

میں نے روکا ہزار آنکھوں میں

نہیں اٹھتی پلک نزاکت سے

سرمہ ہوتا ہے بار آنکھوں میں

اتنی چھانی ہے خاک تیرے لیے

چھا رہا ہے غبار آنکھوں میں

جب سے اپنا لقب ہوا ہے سرورؔ

روز و شب ہے خمار آنکھوں میں

# مریض ہجر کو صحت سے اب تو کام نہیں

مریض ہجر کو صحت سے اب تو کام نہیں

اگرچہ صبح کو یہ بچ گیا تو شام نہیں

رکھو یا نہ رکھو مرہم اس پہ ہم سمجھے

ہمارے زخم جدائی کو التیام نہیں

جگر کہیں ہے کہیں دل کہیں ہیں ہوش و حواس

فقط جدائی میں اس گھر کا انتظام نہیں

کوئی تو وحشی ہے کہتا کوئی ہے دیوانہ

بتوں کے عشق میں اپنا کچھ ایک نام نہیں

سحر جہاں ہوئی پھر شام واں نہیں ہوتی

بسان عمر رواں اپنا اک مقام نہیں

کیا جو وعدۂ شب اس نے دن پہاڑ ہوا

یہ دیکھیو مری شامت کہ ہوتی شام نہیں

وہی اٹھائے مجھے جس نے مجھ کو قتل کیا

کہ بہتر اس سے مرے خوں کا انتقام نہیں

اٹھایا داغ گل افسوس تم نے دل پہ سرورؔ

میں تم سے کہتا تھا گلشن کو کچھ قیام نہیں

# لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیاں نہ ہو

لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیاں نہ ہو

جل بجھیے اس طرح سے کہ مطلق دھواں نہ ہو

زخم جگر کا وا کسی صورت وہاں نہ ہو

پیکان یار اس میں جو شکل زباں نہ ہو

اللہ رے بے حسی کہ جو دریا میں غرق ہوں

تالاب کی طرح کبھی پانی رواں نہ ہو

گل خندہ زن ہے چہچہے کرتی ہے عندلیب

پھیلی ہوئی چمن میں کہیں زعفراں نہ ہو

بھاگو یہاں سے یہ دل نالاں کی ہے صدا

بہکے ہو یارو یہ جرس کارواں نہ ہو

ہستی عدم سے ہے مری وحشت کی اک شلنگ

اے زلف یار پانو کی تو بیڑیاں نہ ہو

لینا بہ جاے فاتحہ تربت پہ نام یار

مرنے پہ یہ خیال ہے وہ بدگماں نہ ہو

ناقہ چلا ہے نجد میں لیلیٰ کا بے مہار

مجنوں کی بن پڑے گی اگر سارباں نہ ہو

چالوں سے چرخ کی یہ مرا عزم ہے سرورؔ

اس سر زمیں پہ جاؤں جہاں آسماں نہ ہو

# ابھی سے مت کہو دل کا خلل جاوے تو بہتر ہے

ابھی سے مت کہو دل کا خلل جاوے تو بہتر ہے

یہ راہ عشق ہے یہاں دم نکل جاوے تو بہتر ہے

لہو آنکھوں سے بدلے اشک کے تو ہو گیا جاری

رہی ہے جان باقی یہ بھی گل جاوے تو بہتر ہے

شکستہ دل کا تو احوال پہنچے اے سرورؔ اس تک

یہ شیشہ طاق الفت سے پھسل جاوے تو بہتر ہے

# اس طرح آہ کل ہم اس انجمن سے نکلے

س طرح آہ کل ہم اس انجمن سے نکلے

فصل بہار میں جوں بلبل چمن سے نکلے

آتی لپٹ ہے جیسی اس زلف عنبریں سے

کیا تاب ہے جو وہ بو مشک ختن سے نکلے

تم کو نہ ایک پر بھی رحم آہ شب کو آیا

کیا کیا ہی آہ و نالے اپنے دہن سے نکلے

اب ہے دعا یہ اپنی ہر شام ہر سحر کو

یا وہ بدن سے لپٹے یا جان تن سے نکلے

تو جانیو مقرر اس کو سرورؔ عاشق

کچھ درد کی سی حالت جس کے سخن سے نکلے

# فصل گل میں جو کوئی شاخ صنوبر توڑے

فصل گل میں جو کوئی شاخ صنوبر توڑے

باغباں غیب کا اس کا وہیں پھر سر توڑے

دست صیاد میں کہتی تھی یہ کل بلبل زار

کیا رہائی کا مزا ہے جو مرے پر توڑے

خاک بھی خون کی جا نکلی نہ یہاں اے پیارے

بے سبب ہائے یہ فضا دون نے نشتر توڑے

وصل کے تشنہ لبوں کو نہ ہو مایوسی کیوں

دور پر ان کے فلک ہائے جو ساغر توڑے

میرے دلبر کو ملا دے جو کوئی مجھ سے سرورؔ

ابھی دیتا ہوں زر سرخ کے ستر توڑے

# قرآں کتاب ہے رخ جاناں کے سامنے

قرآں کتاب ہے رخ جاناں کے سامنے

مصحف اٹھا لوں صاحب قرآں کے سامنے

جنت ہے گرد کوچۂ جاناں کے سامنے

دوزخ ہے سرد سینۂ سوزاں کے سامنے

سکتہ ابھی ہو روح سکندر کو شرم سے

آئینہ آئے گر ترے حیراں کے سامنے

بہر امید گر اسے پھیلاؤں سوئے یار

دامان دشت تنگ ہو داماں کے سامنے

دست جنوں سے وہ بھی نہ وحشت میں بچ سکا

پردہ جو کچھ رہا تھا گریباں کے سامنے

مشاطہ ہو عزیز زلیخا اگر وہ لائے

اس مہر مصر کو مہ کنعاں کے سامنے

نادان کہہ رہے ہیں جسے آفتاب حشر

ذرہ ہے اس کے روئے درخشاں کے سامنے

دم بند اس لتوڑے کی جرأت نے کر دیا

کرتا ہے ریز بلبل بستاں کے سامنے

دیوار سرخ خون سے دیکھی پتا ملا

قاصد ٹھہر گیا در جاناں کے سامنے

کہتے ہیں روز وصل جسے پست حوصلہ

بے قدر ہے مری شب ہجراں کے سامنے

تقریر دل جلاتی ہے سننے سے اے سرورؔ

آتا ہے کون مجھ شرر افشاں کے سامنے

# کروں شکوہ نہ کیوں چرخ کہن س

کروں شکوہ نہ کیوں چرخ کہن سے

کہ فرقت ڈالی تجھ سے گل بدن سے

تری فرقت کا یہ صدمہ پڑا یار

زباں ناآشنا ہو گئی سخن سے

دم تکفین بھی گر یار آوے

تو نکلیں ہاتھ باہر یہ کفن سے

کھلا ہے تختۂ لالہ جگر میں

ہمیں کیا کام اب سیر چمن سے

نہ پہنچا گوش تک اک تیرے ہیہات

ہزاروں نالہ نکلا اس دہن سے

دماغ جاں میں ہے یہ بوئے کاکل

کہ نفرت ہو گئی مشک ختن سے

جگر پر لاکھ تیشے غم کے نت ہیں

رہی نسبت ہمیں کیا کوہ کن سے

سرورؔ آتا ہے جب وہ یاد دلبر

تو جاں بس میری ہو جاتی ہے سن سے

# یوں جو ڈھونڈو تو یہاں شہر میں عنقا نکلے

یوں جو ڈھونڈو تو یہاں شہر میں عنقا نکلے

چاہنے والا جو چاہو تو نا اصلا نکلے

جی میں ہے چیر کے سینہ میں نکالوں دل کو

تا کسی ڈھب سے تو پہلو کا یہ کانٹا نکلے

مرض عشق یہ مہلک ہے کہ اس کے ڈر سے

چرخ چارم یہ جو ڈھونڈو تو مسیحا نکلے

ہے یقیں گور پہ گر میری تو آ جاوے کبھی

دید کو تیری مرا قبر سے مردا نکلے

جاں کنی میں ہے تڑپتا دل بیتاب سرورؔ

میرے عیسیٰ سے کہو یہاں بھی کبھی آ نکلے